نقـــد و تبصـــره

ادارہ تحقیقات اسلامی ، کو چند عربی کتب اس خواهش کے ساتھ موصول ہوئیں که ان کو اردو میں منتقل کرکے طبع کرایا جائے ۔ زیر تبصرہ کتاب بھی مذکورہ کتب میں سے ایک ہے ، ڈاکٹر محمد طلبه زاید کی اس کتاب ,,دیوان القصاص،، پر ادارے کے محقق جناب محمود احمد غازی نے جو رائے قلمبند کی وہ قارئین فکرونظر کے مطالعه کیلئے پیش خدمت ھے ۔ (ساجد الرحمن)

۱ ۔ ابتدائی تعـارف :

ڈاکٹر محمد طلبه زائد کی یه کتاب پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے، اس مـیں ستره فصلیں ھیں جن میں قصاص و دیت اور ان سے متعلق امور سے بحث کی گئی ہے۔ قتل کی قسمیں ، قصاص کی حکمت اور مصلحت ، اشتراک جرم ، ثبوت جرم ، اسباب منع سزا ، سزا کے مختلف احکام ، حق درگذر، نفاذ قصاص ، دیت ، دیت کی مقدار، دیت کے مصادر و مصارف، عاقله، جنین کی دیت اور قسامت ۔ یه وه اھم امور ھیں جن سے اس کتاب میں بحث کی گئی ہے۔ کتاب کی پہلی فصل میں موضوع سے متعلق قرآن مجید کی ١٦ آیات اور ٩٥ احادیث دی گئی ھیں ۔ لیکن ان میں سے بعض آیات و احادیث کا براہ راست قتل یا قصاص و دیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ابتداء میں مصنف نے ۱۴ صفحات پر مشتمل ایک مقدمه بھی لکھا ہے جس میں سارا زورِ کلام فقہائے کرام، فقه اسلامی کے اصولوں بالخصوص قیاس ، اجتهاد اور اجماع کے خلاف صرف کیا گیا ہے ۔ مصنف نے یه کتاب ایک سلسله کتب کے ضمن میں تالیف کی ہے جس کو وہ سلسلۂ دین قیم کا

نام دیتے ھیں - ان کے نزدیک اس پورے سلسلۂ کتب میں دین و شریعت کی واضح اور دوٹوک تعلیمات کو جملہ آلائشوں سے پاک کرکے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے لئے فقہاء کے اقوال کی پوری تردید کرکے ہر فقہی مسئلہ کو کتاب و سنت کے معیار پر پرکھ کر پیش کیا گیا ہے۔ اس کام کی ضرورت اس لئے محسوس کی گئی کہ مصنف کے بقول فقہاء کے مرتب کردہ احکام کی بہت بڑی اکثریت غلط اور مبنی بر خطاء ہے (ص۸) - یہاں مصنف نے قرآن مجید کی وہ تمام آیات فقہائے کرام پر چسپاں کی ھیں جہاں اللہ تعالیٰ کے احکام سے روگردانی کرنے پر کفار و مشرکین کو وعیدیں سنائی گئی ھیں - (ص۹) -

مصنف کے نزدیک گذشتہ چودہ سو سال میں فقہ کی ایک کتاب بھی ایسی نہیں لکھی گئی جس میں شریعت کے احکام کو نصوص کے مطابق اور بدعات و خرافات سے پاک کرکے لکھا گیا ہو ، جس میں تناقضات اور غلطیاں نہ ہوں۔ ان کے بقول اب تک لکھی جانے والی جملہ کتب ,,بلا استثناء اختلافات اور غلطیوں سے پُر ھیں،، (ص ۱۲)

۲ - پہلی فصل :

قصاص اور قتل کے احکام سے متعلق ۱۶ آیات اور ۹۵ احادیث درج ھیں - احادیث کے انتخاب میں حدیث کی صرف ایک بنیادی کتاب صحیح مسلم اور ایک ثانوی کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ حدیث کے دوسرے تمام ذخیروں کو کوئی وجہ بیان کئے بغیر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ کسی حدیث پر سند ، روایت یا درایت کے نقطۂ نظر سے کوئی گفتگو نہیں کی گئی اور نہ کہیں یہ بتایا گیا کہ ان احادیث کا درجہ اور مرتبہ کیا ہے۔

۳ ـ دوسری فصل :

مصنف نے اکثر فصول کی ابتداء میں متعلقہ فصل کا خلاصہ ایک جدول کی شکل میں دے دیا ہے۔ چنانچہ دوسری فصل کا آغاز بھی ایک جدول سے ہوتا ہے (ص۴۱ ـ ۴٦) ـ اس تفصیلی جدول میں قتل کی اقسام کے بارے میں فقہاء کے اقوال کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ مصنف نے جس رائے کو اپنی دانست میں درست قرار دیا ہے اس کے لئے نیچے سے اوپر جانے والے تیر کی اور جس رائے کو غلط قرار دیا ہے اس کے لئے اوپر سے نیچے آنے والے تیر کی علامت قرار دی ہے۔ چنانچہ حسب توقع اس جدول میں اور کتاب میں دی گئی بیشتر جدولوں میں بیشتر اقوال کے ساتھ غلط کی علامت درج ہے۔ جدول کے بعد مصنف نے ان تمام فقہاء کی بہت پرزور تردید کی ہے جنھوں نے قتل کی دو سے زائد قسمیں قرار دی ہیں ـ اور اشارۃً یہ بھی کہہ دیا ہے کہ جو لوگ قتل کی دو سے زائد قسمیں مانتے ہیں وہ اللہ تعالی کی آیات کے ساتھ مسخرہ پن کر رہے ہیں ص ۴۷) ـ مصنف کے نزدیک دو سے زائد قسمیں ماننے والے اقوال ایسی بدعتیں ہیں جن کو رد کیا جانا چاہیئے اور ایسی بہتان طرازی ہے جس کی تردید کی جانی چاہیئے۔ یہ محض گمراہی اور وبال ہے (ص ۴۷ ـ۴۸) ـ

مصنف نے اس فصل میں چالیس پچاس صفحے نہایت زور شور کے ساتھ قتل کی ان قسموں کی تردید میں صرف کئے ہیں ـ اس ساری بحث میں فقہی دلائل کم بلکہ ناپید اور زور بیان ، غصہ اور فقہاء کرام سے نفرت نمایاں ہے۔ جابجا ضلال ، گمراہی، باطل ، رکیک، خبیث ، بدعت کے الفاظ کی تکرار ہے (مثلاً ص ۹۰) ـ ائمہ کرام کی غلطیاں بیان کرنے میں مصنف نے بالخصوص امام ابوحنیفہ کے لئے

,, فحش ترین غلطی ،، اور ,, غلیظ اور مکروہ غلطی ،، کے الفاظ خصوصیت سے استعمال کیئے ھیں ۔ (ص ۹۱ ۔ ۹۳) ۔ آخر میں (ص ۹۴ ۔ ۹۵) مصنف نے شریعت کا حکم بیان کیا ہے جس میں دعویٰ کیا ہے که قتل عمد اور قتل خطاء کے علاوہ بقیه سب اقسام بدعت اور بلاشبه باطل ھیں ۔

۴ ۔ تیسری فصل :

قصاص میں مکمل برابری اور مساوات ضروری ہے ۔ اس بارہ میں پہلے فقہاء کے اقوال کی جدول (ص ۹٦ ۔ ۹۹) دی گئی ہے ۔ اور آخر میں اس تصور کو بدعت قرار دیا گیا ہے ۔ مصنف کی رائے میں جن فقہـــاء نے یه تصور کھـڑا ھے انھوں نے تین گمراھیوں کا ارتکاب کیا ھے، ۱ ۔ اللہ تعالی کے حکم میں تبدیلی ، ۲ ۔ کتاب اللہ کی موجودگی میں اختلاف اور ۳ ۔ شریعت خداوندی کا بطلان (ص ۱۰۱ ۔ ۱۰۲) ۔

صفحات ۱۰۵ ۔ ۱۱۴ پر مصنف نے وہ عمومی قواعد بیان کیئے ھیں جن کی بنیاد پر اسـلام کا قانون قصاص و دیت استوار ھوتا ہے ۔ پھر وہ حالات بیان کیئے ھیں جن میں قصاص واجب العمل نہیں رھتا ۔ اس حصه میں سب سے زیادہ زور اس پر ہے که غیر مسلم کے قتل پر کسی مسلمان کو اور کسی عورت کے قتل پر کسی مرد کو قتل نہیں کیا جائے گا ۔ آخر میں ایک اور جدول میں ان تمام صورتوں کو بیان کیا گیا ہے جن میں قصاص نہیں لیا جائے گا (ص۱۲۰ ۔ ۱۲۷) ۔

۵ ۔ چوتھی فصل :

یه ان جرائم کے بیان میں ہے جن میں کوئی سزا نہیں ہے ۔ مثلاً اپنے دفاع میں کسی کو قتل کر دینا یا زخمی کر ڈالنا ، بغیر اجازت

گھر میں جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دینا ، پاگل یا بچے کا کوئی جرم کرنا وغیرہ وغیرہ ۔ اس میں بھی حسب عادت مصنف نے پہلے ایک جدول میں فقہاء کے اقوال بیان کیئے ھیں (ص ۱۳۷ ۔ ۱۴۱) اور پھر تفصیل سے اپنا نقطۂ نظر بیان کیا ہے ۔ اس ضمن میں ایک جگہ ایک فقہی رائے کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ھیں : یہ سب اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنے کے مترادف ہے ، یہ محض اوھام کی بنیاد پر فیصلہ کرنا ہے جبکہ حق واضح اور دوٹوک موجود ہے (ص ۱۵۰) ۔ پھر فقہاء کرام کے اقوال میں جزوی طور پر جن جن باتوں کو مصنف درست سمجھتے ھیں ان کا ذکر کرنے (ص ۱۵۲ ۔ ۱۵۱) کے بعد ان اقوال کی تردید کی ہے جن کو مصنف غلط سمجھتے ھیں (ص۱۵۴ ۔ ۱۵۵) ، جن حضرات کی رائے کو غلط قرار دیا گیا ہے ان میں حضرت عبداللہ بن زبیر صحابی بھی شامل ھیں (ص ۱۵۵) ۔

۶ ۔ پانچویں فصل :

اس فصل میں اشتراک جرم سے بحث ہے ۔ اگر ایک سے زائد اشخاص مل کر کسی کو قتل کر دیں تو اس کے بارہ میں فقہاء کے اقوال کی جدول (ص ۱۵۸ ۔ ۱۶۱) دینے کے بعد مصنف نے اس رائے سے اتفاق کیا ہے کہ وہ تمام لوگ مستوجب قتل ھیں جو جرم قتل میں بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی طور پر بھی شریک رھے ھوں ۔ اس نقطۂ نظر کی تائید میں انھوں نے بعض احادیث بھی بیان کی ھیں جن سے ان کے خیال میں اس نقطۂ نظر کی تائید ھوتی ہے (ص ۱۶۲ ۔ ۱۶۵) ۔

اس کے بعد فقہاء کی الجھنوں (ص ۱۶۶) کے عنوان سے ان تمام حضرات پر گرجے برسے ھیں جو ان سے اتفاق نہیں کرتے بلکہ ان

حضرات کو اللہ تعالیٰ پر بہتان طرازی کرنے والا قرار دینے سے بھی نہیں چوکتے (ص ۱٦۷) آگے چل کر وہ فقہاء کی "گمراهیاں بے معنی خرافات اور باطل باتوں" کی فہرست دیتے ہیں (ص ۱۷۴ - ۱۷۸) - اس باب میں جن فقہاء کی غلطیاں بیان کی ہیں ان میں ائمہ اربعہ کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ، حضرت ابوہریرہ ، حضرت معاویہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر بھی شامل ہیں (ص ۱۸۴ - ۱۸۵) - اس ضمن میں ایک جگہ بعض فقہاء کی رائے کو لایعنی بکواس ، بے معنی واہیات بھی کہہ گئے ہیں (ص ۱۸٦) -

۷- چھٹی فصل :

یہ فصل اقرار اور ثبوت جرم کے بارہ میں ہے - اس بارہ میں مصنف نے ان فقہاء کی رائے کو ترجیح دی ہے جو صرف ایک بار اقرار کو کافی سمجھتے ہیں اور ان فقہاء کی بہت زور شور سے تردید کی ہے جنہوں نے بربنائے احتیاط ایک سے زائد بار اقرار کو ضروری سمجھا ہے (ص ۱۸۹ - ۱۹٦) -

۸ - ساتویں فصل :

جن حالات میں قصاص نہیں لیا جا سکتا - یہ حالات مصنف کے نزدیک سات ہیں ، اور ان کے اپنے بقول ان سے پہلے کسی فقیہ نے اس مسئلہ سے بحث نہیں کی (ص ۱۹۷ - ۲۰۰) لیکن یہ سب حالات فقہ کی کتابوں میں متفرق طور پر موجود ہیں -

۹ - آٹھویں فصل :

کسی زخم کے نتیجہ میں جو نقصان پہنچ جائے اس کے احکام سے اس فصل میں بحث کی گئی ہے - اس میں سب سے پہلے فقہاء کی آراء کا جدول دیا گیا ہے (ص ۲۰۱ - ۲۰۵) اس کے بعد مصنف نے

تفصیل سے اپنا نقطۂ نظر بیان کیا ہے۔ ان کی رائے میں اگر کسی زخم کی دیت ادا کر دی گئی ہے اور دیت کی ادائیگی کے بعد وہ زخم پھیل کر مثلاً کسی عضو کے ضائع ہو جانے کا سبب بن گیا تو اس میں سابقہ فیصلہ ہی برقرار رہے گا اور بعد میں پہنچنے والے نقصان کا کوئی مداوا نہیں ہوگا ۔ (ص ۲۲۲) ۔

۱۰ ۔ نویں فصل :

مصنف کے بقول کسی فقیہ نے اس مسئلہ سے بحث نہیں کی کہ اگر قصاص کے نفاذ سے قبل مجرم اسلام قبول کر لے تو اس صورت میں کیا ہوگا ۔ ان کے نزدیک کسی بعد کے مرحلہ میں اپنا مذہب قبول کر لینے سے صورت حال میں کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ وقوعہ کے وقت مجرم کا جو بھی مذہب ہوگا اس کے مطابق ہی فیصلہ کیا جائے گا ۔ واضح رہے کہ مصنف کا دعویٰ صحیح نہیں ہے کہ فقہاء نے اس طرح کی صورت حال سے بحث نہیں کی ۔ دراصل مصنف کا مطالعہ فقہی لٹریچر کے بارہ میں محدود اور معاندانہ معلوم ہوتا ہے۔ زیر نظر کتاب میں انہوں نے محض چار پانچ کتابوں سے ہی استفادہ کرنے کا دعویٰ کیا ہے (ملاحظہ ہو کتابیات ص ۵۰۵ ۔ ۵۰۶) ۔

۱۱ ۔ دسویں فصل :

مقتول کا ولی اگر دیت وصول کرنے کے بعد قاتل کو قتل کر دے تو اس کا کیا حکم ہے۔ اس مسئلہ سے مصنف نے دسویں فصل میں بحث کی ہے۔ ان کی رائے میں اس صورت میں محض دیت ہی واجب الادا ہوگی اور یہ دوسرا قاتل واجب القتل نہ ہوگا (ص ۲۲۷ ۔ ۲۳۳) ۔ یہاں مصنف نے ایک عجیب بات یہ لکھی ہے کہ کسی نص قطعی کے بغیر کوئی قانون بنایا ہی نہیں جا سکتا ۔ انہوں نے سورۂ

شوریٰ کی آیت ۲۱ سے معلوم نہیں کس طرح یہ مفہوم نکالا ہے کہ ہر قانون کی پشت پر کوئی واضح نص (آیت یا حدیث) ہونی چاہیئے جس سے وہ براہ راست ماخوذ ہو (ص ۲۲۷ ـ ۲۲۸) ـ

۱۲ ـ گیارھویں فصل :

سرزمین حرم اور اشہر حرم میں قصاص اور حدود کا نفاذ ـ مصنف نے اس ضمن میں فقہاء کے اقوال کا جدول دینے (ص ۲۳۴ ـ ۲۳۵) کے بعد متعلقہ آراء کی تردید کی ہے اور آخر میں یہ رائے قائم کی ہے کہ حدود حرم میں صرف ان مجرموں پر حدود یا قصاص کا نفاذ جائز ہے جنہوں نے حدود حرم میں جرم کا ارتکاب کیا ہو ـ جن لوگوں نے اس سے مختلف رائے قائم کی ہے انہوں نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ وہ دین کے معاملہ میں اپنی رائے اور ہوا و ہوس سے فیصلہ کرتے ہیں ـ

۱۳ ـ بارھویں فصل :

حق معافی ـ جدول (ص ۲۵۳ ـ ۲۵۸) کے بعد مصنف نے ولی اور ولایت کے معنی سے بحث کی ہے اور کہا ہے کہ مقتول کا ایک ہی ولی ہو سکتا ہے ، بہت سے ولی نہیں ہو سکتے ـ اس لئے کہ قرآن مجید میں ولی کا لفظ واحد کے صیغہ میں آیا ہے ـ اگر ایک سے زائد ولی ہو سکتے تو اولیاء کا لفظ آتا ـ ان کی رائے میں جو شخص بھی مقتول کا معاملہ لیکر کھڑا ہو جائے وہ اس کا ولی ہے ـ اگر ایک سے زائد افراد اس کا معاملہ لیکر اٹھ کھڑے ہوں تو پھر عدالت ان میں سے کسی ایک کو ولی قرار دے دے (ص ۲٦۰ ـ ۲٦۱) ـ اس کے بعد عفو اور معافی کے معنی و مفہوم اور اس کی اہمیت و فضیلت سے بحث کرنے (ص ۲٦۳ ـ ۲٦۷) کے بعد فقہاء کی آٹھ گمراہیوں کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے ـ (ص ۲٦۸ ـ ۲۸۷) ـ اس ضمن میں جن

فقہاء کی غلطیوں کی نشاندھی کی ہے ان میں حضرت عمر ، حضرت عبداللہ بن مسعود ، حضرت عمر بن عبدالعزیز ، امام ابوحنیفہ ، امام مالک ، امام شافعی ، امام احمد ، امام اوزاعی ، امام زھری ، حسن بصری ، امام ابویوسف ، امام محمد وغیرہ شامل ھیں (ص ۲۸۹ ـ ۲۹۲) ـ مصنف کے نزدیک اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ ان حضرات نے نص قطعی کو چھوڑ کر اپنی رائے سے فیصلہ کیا اور نص کی خلاف ورزی کی ، نص کی غلط تاویل کرکے خدا کی شریعت کے خلاف ایک شریعت وضع کی اور اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام ٹھہرایا (ص ۲۹۳) ـ

۱۴ ـ تیرھو یں فصل :

اس کا تعلق قصاص کے نفاذ سے ہے ـ اس فصل میں اقوال کے جدول (ص ۲۹۴ ـ ۲۹۵) کے بعـد مصنف نے یہ ثابت کرنا چاھا ہے کہ قصاص میں مکمل مماثلت ضروری ہے ، لہذا ان فقہاء کی رائے غلط ہے جو قصاص کے لئے تلوار (یعنی کم سے کم وقت میں آسانی سے قتل کر دینے والے آلہ کو) ضروری قرار دیتے ھیں ـ مصنف کی رائے میں اگر کسی نے جلا کر مارا ھو تو اس کو بھی جلا کر ھی مارا جائے ـ یا اگر کسی نے کسی دوسرے کو بھوکا پیاسا رکھ کر مارا ھو تو اس کو بھی اسی طرح مارا جائے (ص ۲۹٦ ـ ۳۱۱) ـ

۱۵ ـ چودھو یں فصل :

دیت اور موجبات دیت کے بیان میں ہے ـ جدول (ص ۳۱۲ ـ ۳۱۳) کے بعـد مصنف نے دیت کی تعریف اور اس کے موجبات کا ذکر کیا ہے (ص ۳۱۴ ـ ۳۱٦) ـ اس کے بعـد مختلف زخموں کی دیتوں کا ذکر کیا ہے (ص ۳۲۰ ـ ۳۲۷) ـ آخر میں حسب عادت فقہاء کرام بشمول صحابہ کی غلطیاں گنوائی ھیں ـ (ص ۳۳۰) ـ

۱٦ ۔ پندرھویں فصل :

دیت خطا کی مقدار اور اس کی قسموں کے بیان میں ہے۔ یہاں بھی پہلے فقہاء کے اقوال کا جدول (ص ۳۳۲ ۔ ۳۴۵) دیا ہے اور پھر تفصیل سے مختلف اعضاء کی دیت بیان کی ہے۔ مصنف نے پوری شدت اور وضاحت سے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ دیت کی ادائیگی صرف اونٹوں کے ذریعہ ھی ممکن ہے۔ البتہ جہاں اونٹ ناپید ہوں وہاں اونٹوں کی قیمت ادا کی جائے ۔ مصنف نے تغلیظ کے اصول کی بھی تردید کی ہے اور اس کو محض خیالی چیز قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ایک باطل اور ساقط الاعتبار چیز ہے (ص ۳۵۰ ۔ ۳۵۱) یہاں مصنف نے فقہاء کی اس رائے سے بھی بڑی شدت سے اختلاف کیا ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے نصف کے برابر ہے۔ ان کے نزدیک یہ رائے میراث کی آیت پر قیاس کی گئی ہے جبکہ قیاس مصنف کے نزدیک باطل ہے۔ قیاس کی حیثیت مصنف کے بقول ایک ایسی خود ساختہ شریعت کی ہے جس کی اللہ نے کوئی اجازت نہیں دی ، یہ اللہ تعالیٰ پر افتراء کے مترادف ہے۔ لہذا عورت کی دیت کا آدھا ہونا مصنف کے نزدیک درست نہیں ہے (ص ۳۵۳) ۔ اس کے بعد مصنف نے مختلف زخموں کی دیتوں کے بارہ میں فقہاء کے اقوال کی تردید کی ہے اور اس ضمن میں فقہاء کی ,, گمراھیوں ،، کی طویل فہرست درج کی ہے (ص ۳۵٦ ۔ ۳۵۸) ۔ آخر میں دیت کے باب میں اونٹوں کے ضروری ہونے کی بحث کی ہے (ص ۳۵۸ ۔ ۳٦۵) ۔ یہاں پھر فقہاء اور صحابہ کے اقوال کی تردید اور غلطیوں کی نشاندھی کی گئی ہے۔ ان میں حضرت عمر ، حضرت عثمان ، حضرت عمر بن عبدالعزیز ، امام ابوحنیفہ ، امام مالک ، سعید بن المسیب ، امام شافعی ، ابن شہاب وغیرہ شامل ھیں (ص ۳٦۹ ۔ ۳۷۳) ۔

۱۷ ـ سولهویں فصل :

اس فصل میں اس امر سے بحث کی گئی ہے که دیت کس سے وصول کی جائے اور کہاں خرچ کی جائے ـ یہاں بھی حسب عادت جدول دینے کے بعد (ص ۳۷۵ ـ ۳۸۰) عاقله کی تعریف کی گئی ہے اور عصبه کو ھی عاقله قرار دیا گیا ہے (ص ۳۸۰) ـ پھر بچه کی دیت کے باره میں فقہاء کی ,, گمراھیوں ،، کا ذکر کرنے (ص ۳۸۴ ـ ۳۹۰) کے بعد اس رائے کی بھی تردید کی ہے که دیت تین سال کی مساوی قسطوں میں دی جا سکتی ہے ـ اس رائے کو گمراھی قرار دیتے ہوئے دیت کی فوری ادائیگی کو ضروری بتایا گیا ہے (ص ۳۹۰ ـ ۳۹۲) ـ اسی طرح اس رائے کو بھی گمراھی کہا گیا ہے جس کے بموجب خطاء کے حالات میں دیت کو عاقله اور مجرم دونوں ادا کریں (ص ۳۹۲ ـ ۴۰۱) ـ گمراھیوں کی یه فہرست ص ۴۱۰ تک چلی گئی ہے ـ ص ۴۱۳ سے غلط کاریوں کی فہرست شروع ھوتی ہے جو ص ۴۲۰ تک جاتی ہے ـ

۱۸ ـ سترھویں فصل :

جنین کی دیت کے باره میں ہے ـ یہاں بھی پہلے جدول (ص ۴۲۲ ـ ۴۲٦) دیا گیا ہے اور پھر جنین کی دیت اور غره کے احکام بیان کیئے گئے ھیں (ص ۴۲۷ ـ ۴۳۳) ـ مصنف کے نزدیک جنین کے قتل میں نه کفاره ہے اور نه قصاص (ص ۴۳۳ ـ ۴۳۵ ـ) جنین کی دیت کے باب میں فقہاء کی غلطیوں کی فہرست ص ۴۳۷ سے ۴۴۲ تک دی گئی ہے ـ اس فہرست میں حضرت عمر رضی الله عنه ائمه اربعه اور دوسرے بہت سے فقہاء شامل ھیں ـ

آخر میں قسامت کے مسائل سے بحث کی گئی ہے۔ اس میں بھی پہلے جدول (ص ۴۴۴ ـ ۴۵۲) ہے اور پھر قسامت کی ماهیت اور نوعیت سے بحث کی گئی ہے۔ مصنف کا واضح رجحان قسامت کے اصول کا انکار کرنے کی طرف ہے ، اگرچه وہ واضح طور پر اس کا اقرار یا انکار نہیں کرتے تاهم جن دلائل سے قسامت کا اثبات هوتا ہے ان سب کی زور شور سے تردید ضرور کرتے هیں ۔

۱۹ ـ خلاصه کلام :

مصنف کی اس کتاب کے اس سرسری مطالعه سے واضح هوتا ہے که وہ اپنے بارہ میں بڑی غلط فہمی کا شکار هیں ۔ ان کو یه وهم هو گیا ہے که الله تعالیٰ کی شریعت کو چودہ سو سال میں پہلی بار صرف انہوں نے صحیح طور پر سمجھا ہے۔ یہی وجه ہے که وہ صحابه کرام حتٰی که خلفائے راشدین تک کی غلطیاں نکالنے میں باک نہیں کرتے ۔ فقہائے کرام سے ان کو خاص طور پر کد معلوم هوتی ہے۔ جہاں جہاں بھی فقہاء کرام پر تنقید کرتے هیں وهاں ان کے قلم میں نہایت زور بیان اور روانی آ جاتی ہے جس میں‌وہ بعض اوقات سب و شتم بھی کر گذرتے هیں ۔ مصنف کا فقہی مطالعه نہایت محدود اور سطحی معلوم هوتا ہے۔ اصول فقه اور اصول حدیث سے وہ یکسر نابلد معلوم هوتے هیں ۔ بعض مقامات پر انہوں نے اصول فقه کی بہت هی پیش پا افتادہ باتوں کو نہایت اهتمام سے اپنی دریافت قرار دیا ہے اور بڑی اهمیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ خلاصۂ کلام یه که اس کتاب کی کوئی علمی حیثیت نہیں ہے۔ اس کا اردو ترجمه قطعاً غیر مفید بلکه سخت نقصان دہ ثابت هوگا اور حکومت پاکستان اور ادارہ تحقیقات اسلامی کے لئے سخت بدنامی کا موجب هوگا ۔ والله هو الموفق ۔